## سوال

(01)افتتاحیہ (حج)

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

افتتاحیہ (حج)

---

# الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

**افتتاحیہ**

از حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

حج اسلام کا چوتھا رکن ہے، اور ہر استطاعت رکھنے والے مسلمان پر عمر میں ایک دفعہ فرض ہے، یہ دنیائے اسلام کی روحانی شہنشاہی کا وہ دربار عام ہے جس میں ہر سال وہ درباری شریک ہوتے ہیں جن کو توفیق الٰہی زمین کے گوشے گوشے سے کھینچ کر عرفات کے میدان میں جمع کر دیتی ہے، اسلام کا یہ دربار عام اخوت اسلامی کا پیغام ہے، تمام اونچے نیچے، گدا و شاہ، امیر و غریب سب ایک جگہ، ایک لباس، ایک حالت، ایک کیف میں سر برہنہ ایک چادر میں لپٹے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، پکارتے ہیں، یعنی آقا کی پکار پر بندوں کی طرف سے حاضری و حضوری کا شور برپا ہوتا ہے۔ یہ اس اجتماع کا مظاہرہ ہے، جو آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے عہد میں کرتے آئے ہیں، اس مقدس سرزمین میں ہر عامل نبوت نے والہانہ قدم رکھا ہے، اور وہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانے میں انبیاء کی مثالی صورتیں چلتی پھرتی نظر آرہی ہیں، کس قدر خوش قسمت ہیں، وہ انسان جن کو اپنی عمر میں کم از کم ایک دفعہ ان مقدس مقامات کی حاضری و مشاہدہ انبیاء کی زیارت کی شرف یابی نصیب ہوتی ہے۔ مسلمان جو روئے زمین پر پراگندہ اور دنیا کے براعظموں اور جزیروں میں منتشر ملکوں اور شہروں میں پھیلے اور پہاڑوں اور صحراؤں اور ریگستانوں میں بچھڑے ہوئے ہیں، سال میں ایک دفعہ وہ دن آتا ہے، جب ہر گوشے سے ان کے نمائندے دریاؤں اور صحراؤں کو طے کر کے خشک اور بنجر سرزمین میں جس کو صرف رحمت الٰہی کے چھینٹے سیراب کرتے ہیں، جمع ہوتے ہیں، اور دیکھنے والے کو امت محمدیؐ کی موجودہ حالت اور کیفیت ایک نظر میں معلوم ہوتی ہے : وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ (الحج: ۲۷) ''اور اے ابراہیم! لوگوں میں حج کی پکار دے، لوگ تیرے پاس پیادہ پا آئیں گے اور مشقت سفر سے دبلی پتلی سواریوں پر جو ہر دور دراز سے آئیں گی، تاکہ وہ اپنے فائدوں کے مقاموں میں حاضر ہوں اور چند مقررہ ایام میں خدا کا نام لیں۔''

جلوہ طور: عشق کے بازار میں جب یہ صدائے عام دی گئی، اس وقت سے لے کر آج تک سالانہ لَبَّیْکَ کی جوابی آوازیں برابر دنیا کے کانوں میں آتی رہی ہیں، اب یہ دور ہمارے زمانے تک پہنچا ہے، اور اب ہم پر فرض ہے، کہ اس ربانی پکار کی آواز کو سنیں اور لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ کہتے ہوئے ہر دور دراز راستے سے اجتماعی وصل و روحانی منافع کے مقامات میں حاضری

دیں، اورچند مقررہ دنوں میں فاران کی چوٹیوں پرچڑھ کر طور کا جلوہ دیکھیں، خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری امت کو جو قیامت کے خزانہ رحمت کی حامل نگہبان بنائی گئی ہے، یہ حکم ملا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا (آل عمران: ۹۷) ''اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کا حج فرض کرتا ہے جس کو وہاں تک جانے کی استطاعت ہو، اس حکم نے ملت حنیفی کی اس آخری امت پر جس کا نام مسلمان ہے، حج کو قیامت تک کے لیے فرض کردیا، ہر اس مسلمان پر جو صحیح وتندرست ہے، اور جس کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ اپنی غیر حاضری میں اہل وعیال کے گذارے کا سامان کرکے سفرحج کے مصارف اٹھا سکتا ہے، عمر میں ایک دفعہ میں فرض کا ادا کرنا ضروری ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ خداوندا جو تیرے راہ میں چل کر اس فرض کو ادا کریں، ان کے گناہ تیرے دربار سے معاف ہوں۔ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ: ۱۲۸) ''اور اے خدا ہم کو ہمارے حج کے دستور اور قاعدے دکھا، اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع ہو بے شک تو ہی رحمت کے ساتھ بندوں پر رجوع ہونے والا اور ان پر رحم فرمانے والا ہے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی قبول ہوئی۔ محمد رسول اللہ نے فرمایا: عن ابی ہریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (بخاری مسلم) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جس نے حج کیا اور اس میں گناہ کا مرتکب نہیں ہوا تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو کر لوٹا جیسا کہ وہ اس دن تھا، جب اس کی ماں نے اس کو جنا۔

دینی اور دنیوی فوائد: جس طرح آگ کی بھٹی دھاتوں کی میل کچیل کو مٹا کر ان کو نکھار دیتی ہے، اسی طرح حج کی بھٹی گناہوں کے میل کچیل کو جلا کر مسلمان کو پاک کر دیتی ہے اور اس کو پے در پے سفر چست وچالاک تجربہ کار بنا کر تجارت اور کام کا شائق کر کے بابرکت بنا دیتا ہے جس سے اس کی محتاجی دور ہو جاتی ہے۔ عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعوا بین الحج والعمرۃ فانہما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذہب والفضۃ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ. عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کیا کرو، کہ یہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو ایسا صاف کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کچیل کو نیکی سے بھرے ہوئے حج کا ثواب جنت ہی ہے۔

عرفات کے محشر میں جب لاکھوں بندگان خدا کھلے سر، گرد وغبار میں اٹے، چادریں لپیٹے چلچلاتی دھوپ میں کھڑے ہاتھ پھیلائے، حسرت وندامت کے آنسو بہاتے ہوئے بارگاہ بے نیاز میں توبہ واستغفار کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں وہ جوش وخروش ہوتا ہے کہ گناہوں کا خس وخاشاک اس کے سیلاب میں بہہ جاتا ہے، قالت عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من یوم اکثر من ان یعتق اللہ فیہ عبدا من النار من یوم عرفۃ وانہ لیدنو ثم یباہی بہم الملئکۃ فیقول ما اراد ہولاء (مسلم) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے دن سے بڑھ کر کوئی دوسرا دن نہیں جس میں اللہ بندے کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے، وہ اس دن نزدیک آتا ہے، پھر فرشتوں کے سامنے اپنے ان بندوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میری خوشنودی کے سوا یہ اور کیا چاہتے ہیں۔

اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر کھڑی کی گئی ہے، ان میں سے ایک حج بھی ہے، عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان (بخاری) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس کی گواہی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز درست کرنا، زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزہ رکھنا۔

دردناک وعید: بیت اللہ دین محمدی کی سلطنت کا پایہ تخت ہے، یہی وہ جغرافیائی مرکز ہے جو تمام عالم کے مسلمانوں کو ان کے انتشار پراگندگی اور پھیلاؤ کے باوجود سال میں ایک دفعہ اپنے دامن میں سمیٹ کر وحدت عمومی کے لفظ پر جمع کر دیتا ہے، اسی لیے اس بیت اللہ کا حج کفر وایمان کے درمیان حد فاصل ہے، جس کو اس درگاہ سے روگردانی ہو، وہ دین محمدیؐ کے دائرے سے باہر ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (آل عمران: ۹۷) ''اور ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کا حج فرض کرتا ہے جو وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو کفر، انکار کرے تو اللہ دنیا جہان سے بے نیاز ہے، استطاعت کے باوجود حج کے ادا کرنے سے روگرداں ہونے کو اللہ تعالیٰ نے کفر فرمایا ہے اور وعید فرمائی ہے کہ اس پتھر اور چونے سے بنے ہوئے گھر میں جا کر حج کے مراسم ادا کرنے سے کچھ اس کی ذات اقدس وبرتر نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ ہے وہ تمہارے لیے ہے چنانچہ اس آیت پاک کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ علیہ فرماتے ہیں: عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یہودیا او نصرانیا (ترمذی) سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زاد سفر اور اس سواری کا مالک ہو جو اس کو خانہ کعبہ تک پہنچا دے اور حج نہ کرے، تو اس پر کچھ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ یعنی اس ابراہیمی مرکز عبادت کا تعلق ہی ایک ایسی چیز ہے جو مسلمان کو یہودی وعیسائی سے علیحدہ وممتاز کرتا ہے، اب آج ان احکام کو سامنے رکھ کر ان صاحب استطاعت مسلمانوں کو غور کرنا ہے، جو ہنوز اس فرض

سے سبکدوش نہیں ہوئے کہ آیا وہ مسلمان رہ کر مرنا چاہتے ہیں یا یہودی وعیسائی ہو کر جو آغاز اسلام کے اس قبلہ کو ویران اور دین محمدی کے اس فرض کو جو آدم سے لے کر ابراہیم اور ابراہیم سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک ادا ہوتا رہا ہے، اس کو ادا کریں اوران مشاہدات کی زیارت اور ادائے مناسک سے دیدہ ودل کو پر نور ومسرور کریں جو انبیاء علیہم السلام کی یادگاریں اور شعار الٰہی کی تعظیمیں ہیں اور قبول واستجابت کے مکان ومحل میں چلیں کہ بیت اللہ، صفا ومروہ، میزاب، مشعر حرام، عرفات ومزدلفہ میں کھڑے ہو ہو کر اپنی مغفرت کی دعا کریں اور قوم وملت کی فلاح کی تدبیریں سوچیں اوران پہاڑیوں کو دیکھیں، جہاں اللہ کے رسول نے محبت کی قربانی کی، اس گھر میں دوگانہ ادا کریں جس کے معمار ومزدور ومقدس رسول تھے، جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی پائی، انہوں نے ظہور کیا، قرآن نازل ہوا، رسول گویا ہوئے فرشتے اترے، جبرائیل پیغام لائے وغیرہ۔ زندگی کا اعتبار نہیں، مال ودولت کا بھروسہ نہیں جو دم ہے، غنیمت ہے، جو موقع آج ہے اس کے کل کے سوچنے کی مہلت نہیں، اس سے پہلے کہ آخرت کا سفر درپیش ہو، اس فریضے کے سفر سے سبکدوش ہو جائے۔ لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ اَلحَمدُ لَکَ وَالشُّکرُ لَکَ،

(اخبار محمدی دہلی ۱۹۴۱ء فتاوی ثنائیہ ج ۱/ ۴۹۰)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

**جلد 08 ص 07-10**

محدث فتویٰ